© rasailojaraid.com

قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے بنیادی عوامل

غلام حیدر آسی

کسی بھی معاشرے کی معاشرتی تنظیم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے زمانی و مکانی حدود کی تعیین کر لی جائے۔ قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے مطالعہ کے لئے سر زمین عرب کا وہ حصہ جو حجاز و نجد کے صوبوں پر مشتمل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی بعثت سے ایک صدی قبل تک کا زمانہ زیر بحث آئے گا۔

خطۂ عرب جسے اسلام اور مسلمانوں کے مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہی سے دنیائے انسانیت کا بالعموم اور دنیائے اسلام کا بالخصوص مرکز توجہ رہا ہے۔ عرب کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ سامی زبانوں میں لفظ عرب سے مراد ہمیشہ شمالی صحرائے جزیرۃ العرب یا ساکنین شمالی صحرائے عرب رہے ہیں۔ بعد میں اس کا اطلاق تمام جزیرۃ العرب اور اس کے رہنے والوں پر کیا جانے لگا۔ عربی زبان میں اس کے مترادفات بدو، بادیہ اور ”واد غیر ذی زرع“ مستعمل ہوتے رہے ہیں (۱)۔

یونانی مؤرخ بطلیموس نے ملک عرب کو طبعی طور پر تین قدرتی حصوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ تقسیم یورپین جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں کے ہاں عموماً مسلم رہی ہے۔ (۱) عرب ریگستان (Arabia Deserta) (۲) عرب سنگستان (Arabia Petra) (۳) عرب آبادان (Arabia Felix)۔ عرب مؤرخین اور جغرافیہ نویسوں نے عرب کو سطح زمین کے لحاظ سے عموماً پانچ حصوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تقسیم کیا ہے۔ (۱) تہامہ یا غور (۲) حجاز (۳) نجد (۴) یمن (۵) عروض (۲) ان میں سے خطہ حجاز ہی وہ جنت ارضی ہے جہاں وحی الہی کی نہریں جاری ہوئیں ، دین مقبول اور ہدایت دائمی کا شجر طیب اگا اور نظم و فلاح انسانیت کا ثمر شیریں حاصل ہوا۔ خالق کائنات نے دنیائے انسانیت کے لئے مکمل اسوۂ حسنہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر بنی نوع انسان کو کامیاب دنیوی اور اخروی زندگی کی تمام راہیں دکھا دیں۔ چنانچہ اسی خطۂ زمین میں اللہ تعالی کے آخری رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیائے انسانیت کے لئے کامیاب معاشرتی ، سیاسی ، معاشی اور اخلاقی نظام کی تابندہ مثالیں قائم کیں اور فریضۂ رسالت ادا کر کے دائمی شریعت الہیہ کی پائدار عمارت تعمیر کی۔

دین مبین ”الاسلام“ کے عطا کردہ معاشرت کے بنیادی اور ابدی رہنما اصولوں اور ان کی روح کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے قبل از اسلام عرب کے معاشرہ کے خد و خال ، عوامل تنظیم ، قواعد و ضوابط بلکہ پوری تعمیر معاشرت سے کماحقہ آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ مصلحین امت مسلمہ نے اس امر کی اہمیت و افادیت پر ہمیشہ زور دیا ہے۔ مثلاً شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

ان کنت ترید النظر فی معانی شریعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فتحقق اولا حال الامیین الذین بعث فیھم التی ھی مادۃ تشریعہ و ثانیاً کیفیۃ اصلاحہ لھا بالمقاصد المذکورۃ فی باب التشریع و التیسیر و احکام اللہ . . . . (۳)

ترجمہ : اگر تم شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے مقاصد میں غور و فکر کرنا چاہتے ہو تو پہلے ان امی لوگوں کے حالات کا تحقیقی مطالعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم مبعوث ہوئے کیونکہ تشریعی مادہ ہیں پھر ان حالات کی اصلاح کی اس کے جانچو جو تشریع ، تیسیر اور احکام ملت کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلا انتظار وحی مطلقاً اجتہاد کے قائل ہیں ۔ اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ احناف و شوافع کے اختلاف کی صورت میں وہ عام طور پر شوافع کا ساتھ دیتے ہیں ۔ اور اس مسئلہ میں تو عام اصحاب حدیث بھی شوافع کے ساتھ ہیں ۔ اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ شاہ صاحب کا مسلک بھی اس مسئلہ میں وہی ہونا چاہئے جو شوافع اور عام اصحاب حدیث کا ہے ۔ واللہ اعلم ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی نوعیت

واضح رہے کہ اجتہاد اور قیاس میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہے ، یعنی ہر قیاس اجتہاد ہوتا ہے لیکن ہر اجتہاد قیاس نہیں ہوتا ۔ قیاس اجتہاد کی صرف ایک شکل ہے ۔ اسی طرح جس طرح نصوص کی مرادات کی دریافت ، اور تعارض نصوص کی صورت میں ان کا حل وغیرہ بھی ، اجتہاد کی مختلف اشکال ہیں ۔

عام مجتہدین کے اجتہاد میں یہ تمام صورتیں داخل ہوتی ہیں ۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد صرف اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جسے قیاس کہا جاتا ہے ، یعنی الحاق المسکوت بالمنطوق ۔ (۱۱)

شاہ صاحب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کو عام مجتہدین کے اجتہاد سے ممتاز قرار دیتے ہیں ۔ اس مسئلہ میں ان کی جو رائے ہے اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے :—

” ولیس یجب ان یکون اجتہادہ استنباطاً من المنصوص کما یظن ، بل اکثرہ ان یکون علمہ اللہ تعالی مقاصد الشرع و قانون التشریع و التیسیر والاحکام ، فبین المقاصد المتلقاۃ بالوحی بذالک القانون “ ۔ (۱۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد دو طرح

جغرافیہ نویسوں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کا حاصل یہ ہوا کہ دنیاوی امور اور وہ امور جو جنگی تدابیر سے متعلق ہیں ان میں سے کوئی چیز وحی پر مبنی نہیں ۔

دینی امور میں سے معادیات اور ملکوت کو چھوڑ کر باقی تمام چیزیں یا تو بیشتر اجتہاد پر مبنی ہیں یا بعض وحی پر اور بعض اجتہاد پر ۔

اسی طرح ایک موقع پر نسخ کی اقسام بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک صورت یہ بھی ہوتی تھی کہ بعض مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارتفاقات اور عبادات کو اپنے اجتہاد سے کسی طرح منضبط فرما دیتے تھے پھر وہ دو میں سے کسی ایک طریقہ سے منسوخ ہوجاتا تھا ۔ یا تو اس کے خلاف وحی نازل ہوجاتی تھی مثلاً آپ ص نے بیت المقدس کی طرف استقبال کا حکم دیا اور بعد میں یہ حکم وحی کے ذریعہ منسوخ ہوگیا ۔ یا بعد میں خود آپ کا اجتہاد بدل جایا کرتا تھا ، مثلاً پہلے آپ ص نے سقاء کے سوا ہر برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ، بعد میں ہر برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی ۔ (۹)

شاہ صاحب کے ان بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جواز بلکہ وقوع اجتہاد کے قائل ہیں ، خواہ دینی ہوں یا دنیوی یا حربی ۔

اس کے ساتھ ہی شاہ صاحب اس کے بھی قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد (غیر متبدل) بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔

" و اجتہادہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلۃ الوحی لان اللہ تعالی عصمہ من ان یتقرر رایہ علی الخطاء "۔ (۱۰)

البتہ یہ بات ہنوز غور طلب ہے کہ شاہ صاحب جمہور میں ہم خیال ہیں یا دوسرے علماء کے ۔ شاہ صاحب نے اگرچہ کی ۔ لیکن ان کے مذکورہ بیانات سے یہی تائ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲) ثانوی معاشرتی جمعیتیں ۔ Secondary Social Groups.

جب انسان اپنی حیاتیاتی و معاشرتی احتیاجات کی تکمیل کی خاطر معاشرتی و جماعتی زندگی کو وجود میں لاتا ہے تو اس طرح معاشرہ کا وہ ماحول جس میں افراد کا تعلق بالمشافہہ اور دو بدو ہوتا ہے اور تاثیر و تاثر روبرو عمل پذیر ہوتا ہے ابتدائی جمعیت کہلاتا ہے ۔ اس بنیادی اور ابتدائی جمعیت ہی میں سب سے پہلے افراد کے رجحانات عادات اور اخلاق ڈھلتے ہیں اس میں اشتراک عمل کی روح خلوص پر مبنی ہوتی ہے اور دائمی قربت کی بنا پر پائدار بھی ہوتی ہے ۔ اس کی رکنیت پیدائشی اور جبری ہوتی ہے ان میں سے اہم ترین بنیادی جمعیت گھر یا خاندان ہے ۔

ثانوی جمعیتیں معاشرہ کے مسلم روابط و تعلقات کو قائم کرنے اور معاشرتی ضروریات و مقتضیات کو پورا کرنے کے لئے عمل میں آتی ہیں اور یہ وہ ادارے ہوتے ہیں جن کی بنیاد کسی تخییل پر مبنی ہوتی ہے اور اس کے طریق کار کا ایک خاص ضابطہ ہوتا ہے جس کے احترام پر معاشرہ مجبور ہوتا ہے ۔ (۵)

قبل از اسلام عرب معاشرہ میں بھی یہ دونوں قسم کی جمعیتیں موجود تھیں جن کی بنیاد علم و ہدایت کی بجائے جہالت و شیطنت کے اصولوں پر تھی ، جن کا محور ایقان حسب و نسب اور ایمان عصبیت و قبائلیت اور تقلید آباء کا عقیدہ تھا ۔ مذہبی عقاید ان کی خواہشات کے تابع تھے ۔ ان کا تمدن و معاشرت ، سیاست و معیشت اور اخلاق و اطوار سب تقلید آباء اور عصبیت حسب و نسب کے عقیدہ پر قائم تھے ۔ شعر جاہلی ، خطبات جاہلیہ اور قرآن و حدیث سب اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں ۔ پہلے شعر جاہلی سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں :

معاویہ بن مالک بن جعفر بن کلاب معود الحکماء اپنے ایک مشہور قصیدہ میں کہتا ہے ۔

انی امرؤ من عصبۃ مشهورة	حشد لهم مجد اشم تليد
اباهم سيدا و اعانهم	كرم و اعمام لهم و جدود (۶)

جغرافیہ نویسوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ : میں ایک مشہور جماعت کے چیدہ اشخاص میں سے ہوں جن کو بہت بڑی بزرگی ورثہ میں ملی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ کو سردار پایا اور بزرگی نے ان کی مدد کی اور وہ اجداد و اعمام والے لوگ ہیں۔

ایک اور شاعر عوف بن الاحوص کہتا ہے :

و لکن نلت مجد اب و خال   و کان الیهما ینمی العلاء (۷)

ترجمہ : لیکن مجھے تو ددھیال و ننھیال کی بزرگی حاصل ہے اور بلندی و شرافت انہی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

بنی نمیر کا ایک شاعر فخریہ انداز میں کہتا ہے

فآبائی سراة بنی نمیر   و اخوالی سراة بنی کلاب (۸)

میرے ددھیال بنو نمیر کے سردار ہیں اور میرے ننھیال بنو کلاب کے سردار ہیں ۔

عمرو بن ھذیل العبدی مالک بن مسمع کی ھجو کرتے ہوئے طنزیہ کہتا ہے۔

وما تستوی احساب قوم تورثت   قدیما و احساب نبتن مع البقل (۹)

ان لوگوں کا حسب جنہیں وراثت میں بزرگیاں قدیم سے ملی ہوں اور ان لوگوں کا حسب جو سبزی کے ساتھ اگے ہوں ، کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔

وہ صرف اپنے آباء واجداد کے کارناموں پر فخر کرنے پر قائع نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کے روایاتی کارنامے تقلیداً سر انجام دینے کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ مثلاً ایک شاعر کہتا ہے :

لسنا و ان احسابنا کرمت   یوماً علی الاحساب نتکل
نبنی کما کانت اوائلنا   تبنی و نفعل مثل ما فعلوا (۱۰)

ہم ایک دن کے لئے بھی اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں پر قناعت نہیں کرتے ، اگرچہ ان کے کارنامے شاندار ہیں ہم ان کی روایات کو باقی رکھتے ہیں اور انہی کی طرح کارہائے نمایاں سر انجام دیتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معاشرہ میں حسب و نسب کی بزرگی کے اس اثر و نفوذ کے پیش نظر بعض اوقات کچھ لوگ اپنے آپ کو دوسروں کے آباؤ واجداد سے منسوب کر لیتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شاعر اسی امر کی نشاندھی کرتے ہوئے کہتا ہے

انا بنی نهشل لا ندعی لاب　　　عنه ولا هو بالآباء یشرینا (۱۱)

ترجمہ : ہم نہشل کی اولاد ہیں نہ ہم اسے چھوڑ کر اپنے آپ کو کسی دوسرے کے باپ سے منسوب کرتے ہیں اور نہ وہ ہمیں دوسروں کے ہاں بیچ دیتا ہے۔

آباء و اجداد کے کارناموں پر مفاخرت کا نتیجہ باھمی منافرت اور انتشار کی صورت میں ظاھر ھوتا۔ اسی سے فساد فی الارض اور خونریزی شروع ھو جاتی۔ مفاخرت اس سوسائٹی کا ایک معاشرتی شعار تھا چنانچہ اشعث بن قیس الکندی کہتا ہے۔

فمن قال کلا او اتانا بخطه　　　ینافرنا فیها فنحن نخاطر

تعالوا قفوا کی یعلم الناس ایّنا　　　له الفضل فیها او رثته الاکابر (۱۲)

ترجمہ : پس جو انکار کرتا ہے یا نیزہ لے کر ھمارے مقابلے پر آتا ہے ہم اسے نیزہ کا نشانہ بناتے ہیں۔ آؤ اور ٹھہر کر مقابلہ کرو تاکہ لوگوں پر واضح ھو جائے کہ ہم میں سے کس کے بزرگ وراثت میں بزرگی چھوڑ گئے ہیں۔

گویا اس معاشرہ میں جہاں حسب و نسب کی عصبیت اجتماعیت کی بنیاد تھی وھاں انتشار و افتراق کا بنیادی سبب بھی تھی۔

خطبات جاھلیہ سے چند مثالیں :

علقمہ بن علاثہ بن عوف الاحوص اور عامر بن الطفیل میں جب منافرت ھوئی تو عامر بن الطفیل نے اسے کہا : "واللہ انی لاکرم منك حسباً و اثبت منك نسباً و اطول منك قصباً . . . " خدا کی قسم میں تجھ سے حسب کے لحاظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے زیادہ کریم، نسب میں زیادہ ثابت اور بلحاظ جثہ زیادہ مضبوط ہوں۔ علقمہ کا جواب بھی یہی تھا کہ تم جسیم سہی میں کمزور سہی، تم خوبصورت سہی میں قبیح سہی، لیکن میں تمہیں حسب نسب میں مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔

کسریٰ نوشیرواں کے سامنے جب مختلف اشراف العرب نے اپنے اپنے مفاخر بیان کیے تو اس وقت بھی ہر ایک کا سرمایہ افتخار یہی حسب و نسب تھا (۱۲) احادیث میں بھی متعدد روایات سے عربوں کی نسب پرستی کا ثبوت ملتا ہے۔

عن ابی مالك الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال اربع فی امتی من امر الجاھلیه" لا یترکونھن الفخر فی الاحساب و الطعن فی الانساب و الاستسقا بالنجوم و النیاحه" (۱۳)۔

ترجمہ: حضرت ابو مالك الاشعری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میری امت میں جاھلیت کی چار چیزیں اسی طرح رھیں گی کہ لوگ انہیں نہیں چھوڑیں گے (ایک نہ ایک گروہ ایسا ضرور رہے گا جو ان کو کچھ نہ کچھ اپنائے رکھے گا۔) آباء و اجداد کی روایات پر فخر، انساب میں طعن، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا، نوحہ کرنا۔

اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے مختلف ارشادات میں حسب و نسب کے باطل عقیدہ کی مذمت کر کے حسب و نسب کے مفہوم میں وسعت اور حقیقت پیدا کی گئی ہے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: الحسب المال و الکرم التقویٰ۔ انسان کی کمائی اس کا حسب اور تقویٰ اس کی بزرگی (بمنزلہ نسب) ہے (۱۵) ایک اور روایت میں آیا ہے۔ کرم المومن تقواہ و دینہ حسبه مومن کی بزرگی (نسب) اس کا تقویٰ اور اس کا دین (اعمال) اس کا حسب ہے (۱۶) حضرت ابو ذرؓ نے جب اپنے غلام کو اس کی ماں اور نسب کے بارے عار دلائی تو رسول اللہ کی زبان سے یہ کلمات نکلے " انك امرؤ فيك

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاہلیہ" " (تم ایسے شخص ہو جس میں ابھی جاہلیت کی عادت پائی جاتی ہے) اس حدیث میں حسب و نسب پر فخر کر کے قبل از اسلام کے معاشرہ میں انتشار و افتراق پھیلانے کی عادت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (۱۷)

قرآن مجید میں بھی نہایت تاکید کے ساتھ تفہیم کے انداز میں انسانیت کو اس شیطانی حربہ ''خلقتلنی من نار و خلقته من طین'' سے محفوظ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چونکہ حسب و نسب پر ایمان نہ صرف کبر و غرور کی جڑ ہے بلکہ یہ شیطانی عصبیت بنی نوع انسان کی گردن میں اندھی تقلید کا ایسا طوق بن جاتی ہے جس سے انسانی فکرو فہم اور قلب و نظر کے تمام قویٰ شل ہو جاتے ہیں، انسان اپنے خالق حقیقی کو ایک کونے میں بٹھا کر کئی مصنوعی خالقوں کا بندہ بن جاتا ہے، ارتقائے انسانیت کی تمام راہیں مسدود ہو کر رہ جاتی ہیں، اور زمین پر معاشرتی تخریب شروع ہو جاتی ہے، کھوٹے اور کھرے کی تمییز باقی نہیں رہتی، اندھی تقلید کے جنون میں تحقیق و تدقیق اور تنقید و تفکیر کے اعمال ناقابل معافی جرائم سمجھے جاتے ہیں، اس کی اصلاح ہدایت الہی انسانی فکرو نظر کو بیدار کر کے کرتی ہے۔ اقوام ماضیہ کی گمراہی کا سبب آباء و اجداد کی روایات کی اندھی تقلید اور ان پر ایمان تھا۔ کتاب اللہ نے اس حقیقت کی مختلف مقامات پر وضاحت کی ہے۔

و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا
او لو کان آباؤھم لایعقلون شیئا و لا یھتدون (البقرة - ۱۷۰)

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالی نے نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں (تب بھی وہ ان ہی کی تقلید کئے جائیں گے۔)

سورہ لقمن میں اس اندھی تقلید کی راہ پر چلنے والوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے :۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الم تروا ان الله سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض واسبغ
علیکم نعمه ظاهرة و باطنة و من الناس من یجادل فی الله بغیر
علم ولا هدی ولا کتب منیر۔ واذا قیل لهم اتبعوا ما انزل الله قالو
بل نتبع ما وجدنا علیه آباءنا اولو کان الشیطن یدعوهم الی
عذاب السعیر (لقمن ۔ ۲۰ - ۲۱)

ترجمه: کیا تم لوگوں کو یه بات معلوم نہیں ہوتی که الله تعالی نے تمہارے کام پر لگا رکھا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے اور اس نے تم پر اپنی ظاهری اور باطنی تمام نعمتیں پوری کر دی هیں۔ لوگوں میں سے بعض ایسے بھی هیں جو الله کے بارے میں بغیر کسی علم، هدایت اور روشن کتاب کے جھگڑتے هیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے که جو کچھ الله تعالی نے نازل فرمایا ہے اس کا اتباع کرو تو وه کہه دیتے هیں نہیں بلکه هم تو اس کا اتباع کریں گے جس پر هم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے کیا اگرچه شیطن ان کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا هو تب بھی (وه اس کی اتباع کئے جائیں گے)

اس قسم کے بلا تحقیق و استدلال هٹ دهرمی کرنے والے لوگوں کے متعلق جو نه آیات کائنات میں غور و فکر کر کے اپنے خالق حقیقی کے بتائے ہوئے طریق پر زندگی گذارنے کے لئے تیار ہوتے هیں اور نه کسی دلیل و برهان کو ماننے کے لئے تیار ہوتے هیں، قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:-

و کذلك ما ارسلنا من قبلك فی قریة من نذیر الا قال مترفوها انا وجدنا
آباءنا علی امة و انا علی اثرهم مقتدون۔ قال او لو جئتکم باهدی مما
وجدتم علیه آباءکم قالوا انا بما ارسلتم به کفرون
(الزخرف۔ ۲۳ - ۲۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ : اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔ اس پر ان کے پیغمبر نے کہا کہ کیا (رسم آباء ہی کا اتباع کئے جاو گے) اگرچہ میں منزل مقصود پر پہنچانے والا اس سے بہتر طریقہ تمہارے پاس لے آؤں جس پر تم نے اپنے آباء کو پایا ہے کہنے لگے ہم تو اس دین کو مانتے ہی نہیں جو تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے۔

غرض قبل از اسلام عرب معاشرہ کی تنظیم کا بنیادی عامل یہی نسب کا رشتہ تھا اور اس رشتہ کے علاوہ ان کے ہاں کوئی ایسا دین نہ تھا جس کے احکام کی پابندی ان پر لازمی قرار پاتی اور جو ان کی اجتماعی وحدت کے بندھنوں کو مضبوط کرتا۔

یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے دین "الاسلام" کی تبلیغ شروع کی، پہلے پہل تو لوگ اسے سنتے رہے اور مذاق اڑاتے رہے۔ لیکن جب آپ نے ان کے بتوں کی مذمت کی اور ان کے آباء واجداد کے کفر پر مرنے کے بارے میں اعلان کیا تو وہ آپ کے سخت دشمن ہوگئے اور آپ سے نفرت کرنے لگے (۱۸)۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا تھا فتعظم علی العرب ان یترکوا دین آباءهم فخص اللہ المهاجرین الاولین من قومه بتصدیقه۔ (۱۹) عربوں کو اپنے آباء و اجداد کی دینی روایات چھوڑنا شاق گذرتا تھا پس اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی قوم ہی سے مہاجرین اولین کو آپ کی تصدیق کے لئے منتخب فرمایا۔

آباء و اجداد پر فخر و غرور کرنا عربوں کی گھٹی میں پڑ چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فتح مکہ کے دن جو خطبہ دیا اس میں آپ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا معشر قریش ! ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ و تعظمھا بالآباء ۔ الناس من آدم و آدم خلق من تراب ثم تلا ۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی ۔ ... (۲۰)

(اے گروہ قریش اللہ تعالی نے جاھلیت کی نخوت اور آباء واجداد کے نام پر عظمت کے اظہار کو تم سے دور کر دیا ہے ۔ تمام انسان آدم کی اولاد ھیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے) اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۳ تلاوت فرمائی جو اسلامی معاشرہ میں عزت و احترام اور عظمت و بزرگی کا بنیادی اصول واضح کرتی ہے " اے لوگو ھم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں شعوب و قبائل میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو خدا تعالی کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ھو "

اس عرب معاشرہ میں حسب و نسب کی بناء پر عصبیت اور نسل کی بنیاد پر معاشرتی جمعیتوں کی تقسیم میں ان کے قدرتی و سائل اور بنیادی ذرائع معاش کا بھی بہت دخل تھا ۔ زمین جو پیدائش دولت و معاش کا منبع و مصدر ہے زیادہ تر ریگستانی اور چٹیل تھی اگر بعض مقامات پر زرخیز و قابل کاشت تھی تو وہ بھی باران رحمت کی منتظر و محتاج ، کاروا نہائے تجارت کے مال و اسباب کے لئے وہ دوسروں کے محتاج تھے ۔ صنعت و حرفت کے لئے ان کے پاس خام مال اس قدر کم تھا کہ وہ اپنی ضروریات کو بھی پورا نہیں کر سکتے تھے ۔ قدرتی اور جغرافیائی حد بندیوں نے انھیں اس طرح محصور کر رکھا تھا کہ وہ کبھی کسی مہذب و متمدن سلطنت کے زیر اثر نہیں آئے تھے ۔ اس لئے ابھی تک وہ معاشرتی لحاظ سے فطرت و جبلت صحیحہ کے زیادہ قریب تھے ۔ ان کی پوری آبادی اپنی معاشرتی احتیاجات کے پیش نظر بدویت و حضریت میں منقسم تھی انھیں حصول معاش کے لئے جان جوکھوں میں ڈالنا پڑتی ۔ تلاش معاش میں وہ اکثر باھم دگر برسر پیکار رہتے ۔ تلاش معاش میں صحرا ، چٹیل میدانوں ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور خشک پہاڑوں کی خاک چھاننا پڑتی ، گرم سرد ہواؤں میں مارے مارے پھرتے ۔ اس زندگی نے انھیں نہایت جفاکش ، جری ، بہادر اور جنگجو بنا رکھا تھا ۔ پانی کے ذخائر سر سبز و شاداب چراگاہوں اور زرخیز مقامات کی تلاش میں جب وہ نکلتے تو اکثر اوقات لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ۔ معاشی تنگدستی اور مفلوک الحالی کی بنا پر بدو آبادی اکثر اوقات کاروانہائے تجارت کو بھی لوٹ لینے پر آمادہ ہوجاتی ۔ ان جغرافیائی اور معاشی عوامل نے بھی انہیں حسب و نسب کی بنا پر معاشرتی طبقہ بندی کرنے پر مجبور کر رکھا تھا ۔ اور کسی بھی تہذیب و تمدن سے مغلوب نہ ہونے کی بنا پر ان میں ابھی فطرتی قرابت داری کی محبت کا عنصر بھی غالب تھا ۔

حواشی

(۱) ۱ ۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۔ نیو ایڈیشن ۱۹۶۰ء ۔ ج ۱ ص ۸۸۳

۲ ۔ کتاب العرب قبل الاسلام ۔ جرجی زیدان ۔ قاہرہ ۱۹۳۹ء ص ۱۴۴

۳ ۔ ارض القرآن ۔ سید سلیمان ندوی ۔ مطبع معارف اعظم گڈھ ۱۹۵۵ء ج ۱ ۔ ص ۵۸

(۲) ۱ ۔ معجم ما استعجم ۔ عبداللہ بن عبد العزیز البکری ۔ قاہرہ ۱۹۴۵ء ج ۱ ۔ ص ۱ تا ۹۰

۲ ۔ نہایۃ الارب فی معرفۃ انساب العرب ۔ ابو العباس احمد القلقشندی ۔ قاہرہ ۱۹۵۹ء ص ۱۶

۳ ۔ Sir Henry Smith-Historian's history of the world. نیویارک ۔ ۱۹۰۴ ۔ ج ۸ ص ۲ ۔ ۳

۴ ۔ ارض القرآن ۔ سید سلیمان ندوی ۔ مطبع معارف اعظم گڈھ ۱۹۵۵ء ج ۱ ۔ ص ۶۹ تا ۸۷

۵ ۔ Islam ڈاکٹر حسن ابراہیم ۔ بغداد ۱۹۶۷ء ص ۱۶

(۳) حجۃ اللہ البالغہ ۔ احمد شاہ ولی اللہ ۔ مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ج ۱ ۔ ص ۹۹

(۴) حجۃ اللہ البالغۃ ۔ احمد شاہ ولی اللہ ۔ مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ج ۲ ۔ ص ۹۱

(۵) Emory S. Bogardus - Sociology نیویارک ۔ ۱۹۵۴ء ۴ تا ۱۰

(۶) مفضلیات ۔ المفضل بن محمد الضبی ۔ مطبوعہ دارالمعارف ۔ مصر ۱۹۵۲ء ص ۳۵۶

(۷) ایضاً ص ۱۷۵

(۸) دیوان الحماسہ ۔ ابو تمام الطائی ۔ باب الحماسہ

(۹) ایضاً ۔ باب الہجاء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(١٠) ايضاً باب الاضياف والروائح
(١١) ايضاً باب الحماسه
(١٢) نهاية الارب فى معرفة انساب العرب ـ ابو العباس احمد القلقشندى بغداد ١٩٥٩ء ص ١١٣
(١٣) جمهرة خطب العرب ـ احمد زكى صفوت ـ قاهره ـ ١٩٦٢ء ج ١ ـ ص ٣٢
(١٤) مسند ـ ١ ـ الامام احمد بن حنبل الشيبانى ـ قاهره ـ ط اول ج ٥ ص ٣٤٢
٢ ـ صحيح مسلم ـ الامام مسلم بن الحجاج القشيرى ـ كتاب الجنائز باب ٩٣
(١٥) مسند الامام احمد بن حنبل الشيبانى جلد ٥ ص ١٠
(١٦) الموطا ـ امام مالک بن انس ـ کتاب الجهاد ـ باب ٣٥
(١٧) صحيح بخارى ـ امام محمد بن اسماعيل البخارى ـ كتاب الايمان ـ
(١٨) الطبقات الكبرىٰ ـ ابن سعد ـ بيروت ١٩٥٧ء ح ١ ـ ص ١٩٩
(١٩) جمهرة خطب العرب ـ احمد زكى صفوت ـ قاهره ١٩٦٢ء ج ١، ص ١٧٣
(٢٠) ايضاً ج اول ـ ص ١٥٣

© rasailojaraid.com